تفسیر نور العرفان (قسط ۱۰)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت انبیا (۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا، کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو، وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص514)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے سوال کرنے کا حکم فرمایا، اہل علم سے سوال کرنا ہی تقلید کا بطلان ہے۔ تقلید تو قرآن وحدیث کے خلاف امتی کی بات کو دین بنانے کا نام ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّقْلِيدُ لَيْسَ بِعِلْمٍ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اس پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔''

(إعلام المؤقعين : 130/2)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی کی بشریت ظاہر اور خصوصیت باطن ہے۔ کفار نے صرف ظاہر کو دیکھا، صحابہ نے باطن کا مشاہدہ کیا، نبی کی بشریت دیکھنے والا صحابی نہیں ہوتا، ورنہ ابوجہل بھی صحابی ہوتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص514)

بشریت کے مسئلہ میں مفتی صاحب شدید اضطراب کا شکار ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ جنس بشریت سے ہیں، کفار بشریت کو نبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو بشر ہی سمجھتے تھے، یہاں ظاہر اور باطن کی کوئی بات نہیں۔

❁ سورت مومنون (۲۴) کے تحت مفتی صاحب خود لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ کفر سے عقل بھی ماری جاتی ہے، کیونکہ مشرکین درختوں، پتھروں وغیرہ کو خدا مان لیتے تھے، مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کا بوجھ انسان جیسی کمزور مخلوق نہیں اُٹھا سکتی، یہ نہ سمجھے کہ نبی تبلیغ کے لیے آتے ہیں اور انسان کو تبلیغ انسان ہی کرسکتا ہے، جو ان سے مل جل سکے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص547)

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت صدر الافاضل نے فرمایا کہ ایک بار اعلیٰ حضرت نے پندرہ روز تک نہ کھایا، نہ پیا۔ سولھواں دن پہلا رمضان تھا، تب افطار کیا اور آخر دم تک بہت معمولی غذا کھائی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص515)

کرامات الاولیاء حق ہیں۔ اہل شرک وکفر کا استدراج ہوتا ہے۔ ان کے ہاتھوں خارق عادت اُمور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''سجدہ تعظیمی شرک نہیں، کیونکہ بعض انبیا کے زمانے میں ہوا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص516)

سجدہ تعظیمی شرک نہیں، حرام ہے۔ مگر جس طرح اللہ رب العالمین کو سجدہ کیا جاتا ہے، مخلوق کے لیے اس طرح سجدہ کرنا شرک ہے، کیونکہ یہ مظہر عبادت ہے۔ سجدہ تعظیمی سے مراد تعظیماً جھکنا تھا، نہ کہ معروف سجدہ۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے اُس ذکر سے افضل ہے، جو بغیر فکر کے ہو۔''

(تفسیر نور العرفان، ص517)

یہ صوفیا کی من گھڑت فکر ہے۔ صرف اتنا ہے کہ ذکر کے الفاظ کے معانی و مطالب کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''کسی نبی کی ماں مشرکہ نہ ہوئیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص520)

قرآن وسنت کے دلائل کے خلاف بے دلیل مؤقف ہے۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہدہد اپنی چونچ میں پانی لا کر آگ پر ڈالتا تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص522)

اس پر کوئی دلیل نہیں کہ ہدہد نارِ نمرود پر پانی گراتا تھا۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نمرود کو مچھر سے ہلاک کر دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص522)

قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کو مکہ معظّمہ میں رہنا حرام تھا، ہجرت واجب تھی، کیونکہ کعبہ اگرچہ اللہ کا گھر تھا، مگر نبوت کے نور سے منور نہ تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص530)

آیت کی معنوی تحریف ہے، ہجرت اس لیے واجب نہ تھی، کہ کعبہ نبوت کے نور سے منور نہ تھا۔ کعبہ تو ہر دور میں نورِ نبوت سے منور رہا، بلکہ کعبہ کی تعمیر بھی انبیا نے ہی کی۔

⑩ مفتی صاحب سورت حج (۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''شانِ نزول: جب سورت والنجم نازل ہوئی، تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر، تا کہ لوگ غور کر سکیں، جب ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى﴾ فرما کر ٹھہرے، تو شیطان نے مشرکین کے کام میں کہہ دیا: تِلْكَ الْغَرَانِيقَ الْعُلٰى وَأَنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجٰى یعنی یہ بت بہت اونچی شان والے ہیں، ان کی شفاعت کی اُمید ہے، کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے، تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے، کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی، تب یہ آیت اُتری۔ یہی روایت درست ہے، اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص539)

یہ منکر اور مضطرب قصہ ہے۔ اکثر علما نے اس پر کلام کیا ہے۔

⑪ مفتی صاحب سورت مومنون (۱۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل ہوسکتی ہے کہ انگور اور کھجور محض میوہ نہیں کہ اس میں غذائیت بھی۔ لہٰذا جو بھی میوہ نہ کھانے کی قسم کھائے، وہ انگور یا کھجور کھانے سے حانث نہ ہوگا، کیونکہ رب تعالیٰ نے ان دونوں کو دیگر میووں سے علیحدہ بیان فرمایا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص546)

یہ آیت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ انگور اور کھجور بھی میوہ ہیں، جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ کا مؤقف ذکر کیا جاتا ہے۔

آیت میں خصوصی طور پر کھجور اور انگور کا ذکر کر دیا گیا، کیونکہ عرب میں یہ پھل بکثرت ہوتے ہیں۔

⑫ مفتی صاحب سورت مومنون (۲۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کے بعض اعضا حرام ہیں، جیسے خون، پتہ، فرج، خصیہ وغیرہ، کیونکہ ﴿مِنْهَا﴾ میں مِنْ تبعیضیت کے لیے ہیں، یعنی تم ان جانوروں کے بعض اعضا کو کھاتے ہو۔''

(تفسیر نور العرفان، ص547)

اہل سنت کے مفسرین میں سے کسی نے اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت نہیں کیا۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں میں بعض کا آپ گوشت کھاتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ان کے بعض اعضا کھاتے ہیں۔

کسی صحیح حدیث سے ان چیزوں کا حرام ہونا ثابت نہیں، سوائے دمِ مسفوح کے۔ یہ

کوئی کھانے کا عضو نہیں ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو اس آیت سے حرام قرار دینا تحریف ہے۔

✿ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۵۴۰ھ) فرماتے ہیں:

نَقُولُ : الْحَيَوَانُ إِذَا ذُبِحَ إِنْ كَانَ مَأْكُولُ اللَّحْمِ يَطْهُرُ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ إِلَّا الدَّمَ .

''ہم کہتے ہیں: ماکول اللحم جانور کو ذبح کیا جائے، تو اس کے تمام اعضا پاک ہیں، سوائے دمِ مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والے خون) کے۔''

(تُحفة الفقهاء :70/1)

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے ابوجہل کے قتل پر سجدہ شکر ادا کیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص548)

سجدہ شکر پر کوئی روایت نہیں ملی، البتہ شکرانے کی دو رکعت کے متعلق روایت موجود ہے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ابوجہل کی ہلاکت کی خوشخبری ملی، تو آپ نے (بطور شکر) دو رکعت نماز پڑھی۔''

(سنن ابن ماجه :1391)

سند ضعیف ہے۔

① سلمہ بن رجاء متکلم فیہ ہے۔

⑬ شعثاء کی توثیق نہیں ملی۔

⑭ مفتی صاحب سورت مومنون (۴۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضرت جبرئیل کی چیخ نے انہیں (قوم ثمود کو) ہلاک کر دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص549)

اس پر کوئی دلیل نہیں، اگرچہ بعض مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے۔

⑮ مفتی صاحب سورت مومنون (۱۱۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے، جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا، یعنی غیر خدا کو خدا کہہ کر نہ پکارو اور ان کی عبادت نہ کرو، ورنہ خود رب نے اپنے بندوں کو پکارا ہے اور پکارنے کا حکم دیا ہے، محض پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے؟''

(تفسیر نور العرفان، ص557)

درست ہے کہ محض پکارنا شرک نہیں۔ یہاں پکارنے سے مراد ان سے دعائیں کرنا، مشکل میں ان کے نام کی دہائی دینا، حاجت روائی کے لیے ان کی سور پکار کرنا مراد ہے اور یہ شرک ہے، کیونکہ غیر اللہ کی پکار پر اللہ تعالیٰ نے کوئی برہان نہیں اُتاری۔ اس آیت کریمہ میں بھی اسی عقیدہ کا ذکر ہے، ورنہ مخلوق کو خدا کہہ کر کون پکارتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے کب غیر کی پکار کی اجازت دی ہے؟ لہٰذا مفتی صاحب شرک کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے توحید باری تعالیٰ سے متعلق آیات میں تحریف میں مرتکب ہوتے ہیں۔

⑯ مفتی صاحب سورت نور (۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت حنفیوں کی دلیل ہے کہ اس زنا کی حد صرف سو کوڑے ہیں، ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں، جن احادیث میں ایک سال جلاوطنی کا

حکم بھی ہے، وہ تعزیری سزا ہے، کہ اگر قاضی مناسب سمجھے، تو یہ بھی دے دے، لہٰذا آیت وحدیث میں تعارض نہیں، آیت میں حد شرعی کا ذکر ہے، حدیث میں تعزیر کا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص558)

غیر شادی شدہ زانی کی شرعی حد یہ ہے کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے۔ جلاوطنی کنوارے زانی کی شرعی سزا کا جزوِ لاینفک ہے۔ صحیح احادیث اور ائمہ مسلمین کا اجماع اس پر دلیل ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

نَقَلَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي كِتَابِ «الْإِجْمَاعِ» الِاتِّفَاقَ عَلٰى نَفْيِ الزَّانِي إِلَّا عَنِ الْكُوفِيِّينَ.

''امام محمد بن نصر نے ''کتاب الاجماع'' میں زانی کو جلاوطن کرنے پر تمام اہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے، سوائے کوفیوں کے۔''

(فتح الباري : 157/12)

❁ شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا جَلَدَ وَنَفٰى مِنَ الْبَصَرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ، أَوْ قَالَ : مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْبَصَرَةِ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (کنوارے زانی کو سو) کوڑے لگائے اور بصرہ سے کوفہ کی طرف یا کوفہ سے بصرہ کی طرف جلاوطن کیا۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 223/8، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْبِكْرُ يُجْلَدُ مِأَةً وَيُنْفٰى سَنَةً .

''کنوارے زانی کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا جائے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 309/7، ح : 13306، وسندهٗ صحيحٌ)

تمام دلائلِ شرعیہ کے خلاف بعض کا مذہب یہ ہے کہ جلاوطنی شرعی حکم نہیں، حالانکہ کسی صحابی و تابعی نے کنوارے زانی کی جلاوطنی کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں میں سے شرعی کون سے ہیں اور سیاسی و تعزیری کون سے؟ یہ فیصلہ کون کرے گا؟ صحابہ کرام اور ائمہ محدثین شرعی احکامات کو بخوبی سمجھنے والے تھے، ان میں سے کسی نے جلاوطنی کو سیاسی یا تعزیری سزا قرار دے کر اس میں رخصت نہیں دی۔

دعوئ نسخ:

بعض ان دلائل کا ایک جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث منسوخ ہیں۔

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 139/3، الهِداية للمرغيناني : 504/2)

یہ دعوئ نسخ بے دلیل ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اِحْتَجَّ بَعْضُهُمْ بِأَنَّ حَدِيثَ عُبَادَةَ الَّذِي فِيهِ النَّفْيُ مَنْسُوخٌ بِآيَةِ النُّورِ، لِأَنَّ فِيهَا الْجَلْدَ بِغَيْرِ نَفْيٍ، وَتُعُقِّبَ بِأَنَّهُ يُحْتَاجُ إِلٰى ثُبُوتِ التَّارِيخِ، وَبِأَنَّ الْعَكْسَ أَقْرَبُ، فَإِنَّ آيَةَ الْجَلْدِ مُطْلَقَةٌ فِي حَقِّ كُلِّ زَانٍ .

''بعض نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سورۂ

نور کی آیت کی بنا پر منسوخ ہے، کیونکہ اس آیت میں جلاوطنی کے بغیر کوڑوں کا ذکر ہے۔ اس کا رڈ یوں کیا گیا ہے کہ نسخ تاریخ کے ثبوت کا محتاج ہے اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ آیت پہلے نازل ہوئی ہو اور حدیث بعد کی ہو، کیونکہ یہ کوڑوں والی آیتِ کریمہ ہر زانی کے بارے میں عام ہے (جبکہ حدیث نے بعد میں شادی شدہ کو اس سے خاص کیا ہے)۔''

(فتح الباري : 159/12)

۞ علامہ عبد الحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ أَمْرٌ لَّا سَبِيلَ إِلٰى إِثْبَاتِهٖ بَعْدَ ثُبُوتِ عَمَلِ الْخُلَفَاءِ بِهٖ، مَعَ أَنَّ النَّسْخَ لَا يَثْبُتُ بِالِاحْتِمَالِ .

''یہ ایسا دعویٰ ہے، جس کو ثابت کرنا ممکن ہی نہیں، کیونکہ خلفاءِ راشدین نے اس پر عمل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نسخ محض احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوسکتا۔''(التّعليق المُمَجّد على مؤطّإ محمّد : 90/3)

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کے دولت خانوں میں بغیر اجازت حاضر ہونا فرشتوں کو بھی جائز نہیں، رب فرماتا ہے: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص563)

اس پر کوئی دلیل نہیں کہ نبی پاک کی اجازت کے بغیر آپ کے گھر میں فرشتوں کا آنا جائز نہیں تھا۔ آیت کریمہ سے یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ ائمہ اہل سنت میں سے کوئی

بھی اس کا قائل نہیں۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا، جن کی عورتیں جھانجن پہنتی ہوں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص564)

یہ روایت کس کتاب میں ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا!

⑲ مفتی صاحب سورت نور (۳۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''اللہ کے نور سے مراد حضور ﷺ ہیں، ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی، خود فرماتا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے نور ہیں یا کہو کہ اللہ کا جمال نور ہے اور حضور اس کی چمنی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص565)

اللہ کا نور دو طرح سے ہے:

① اللہ کی صفت ② اللہ کی مخلوق

جو نور اللہ کی صفت ہے، اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کیوں کہ اللہ کی کوئی مثال ہے ہی نہیں، لہٰذا یہاں وہ نور مراد لینا غلط ہے۔

اللہ کی مخلوق وہ نور ہے، جو اللہ اپنے مؤمن بندے کے دل میں اپنی معرفت و محبت اور ایمان و ذکر کے سبب ودیعت فرما دیتے ہیں۔ یہاں اسی مخلوق نور کی مثل بیان کی جا رہی ہے، اس کی تشبیہ چراغ سے دی گئی ہے، وجہ شبہ روشنی ہے، ایمان کی ہو یا چراغ کی ہو۔ لہٰذا ان دونوں میں روشنی موجود ہے اور مثل بھی اسی روشنی کی ہے۔ گو کہ ایک میں روشنی

زیادہ دوسرے میں کم ہے، ایک کے اوصاف میں اور دوسرے کے اوصاف میں فرق ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ نے جو نور مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے، وہ نور ایمانی ہے اور نور ایمانی چراغ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے۔ تشبیہ میں قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت مشہور ہوتا ہے، اس وجہ سے جو مشہور ہو، اسے مشبہ بہ بنا دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ اس کی نسبت قوی نہ بھی ہو، کیونکہ سارے لوگ اس کو جانتے ہیں۔

اللہ کے نور سے نبی کریم ﷺ کو مراد لینا بے دلیل ہے، آیت کی تحریف ہے۔ آیت کی تفسیر میں یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ ''اللہ کا جمال نور ہے اور حضور اس کی چمنی۔''

(۲۰) مفتی صاحب سورت نور (۴۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس میں حضور سے خطاب ہے اور یہ استفہام انکاری ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص567)

یہ آیت کریمہ کی تحریف ہے اور نبی کریم ﷺ کے حق میں غلو ہے۔ اس میں خطاب اگرچہ نبی کریم ﷺ کو ہی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ زمین و آسمانوں کی تمام مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوگا کہ ''حضور ﷺ تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔''

یاد رہے کہ رؤیت دو طرح کی ہوتی ہے، بصری اور علمی۔ مذکورہ آیت میں رؤیت علمی ہے، رؤیت بصری مراد لینا درست نہیں۔

(۲۱) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ سلطنت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں، تو جس کا اللہ رب ہے، اس کے حضور نبی ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص573،567)

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا لازوال اعزاز بخشا، نیز نبوت جیسا کوئی منصب نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو کرتے ہوئے آپ کو سلطنت الٰہیہ کا وزیر اعظم قرار دینا جائز نہیں۔ منصب نبوت کا ادب چاہیے۔ سلطنت الٰہیہ کا کوئی وزیر اعظم نہیں۔

(۲۲) مفتی صاحب سورت نور (۴۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ، رب کی بارگاہ ہے۔ ان کے ہاں حاضری، رب کے حضور حاضری ہے۔

(تفسیر نور العرفان، ص568)

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ رب تعالیٰ کی بارگاہ قرار دینا صریح کفر ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ہاں حاضری، رب کے حضور حاضری ہے، یہ بھی گمراہ کن اور کفریہ عقیدہ ہے۔ خالق کائنات، مخلوق سے جدا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا ادب چاہیے، مخلوق کے پاس حاضری کو خالق کے پاس حاضری قرار دینا جائز نہیں۔

(۲۳) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ کہہ سکتے ہیں: اللہ و رسول بھلا کریں، اللہ و رسول نعمتیں دیتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص568)

اللہ رب العالمین ہی اپنے بندوں کے کام آتے ہیں، نبی کریم ﷺ حیات طیبہ میں تحت الاسباب مدد فرما دیتے تھے، جس طرح عام انسان کسی سے بھلا کر دیتا ہے۔ ان باتوں سے شرک و کفر کی بو آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یہ کہا جائے کہ اللہ و رسول

بھلا کریں، اللہ ورسول نعمتیں دیتے ہیں۔نعمتیں تو اللہ دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس جو کچھ تھا، وہ رب تعالیٰ کی عطا تھی، آپ تمام مخلوق سے بڑھ کر اپنے رب کے محتاج تھے۔

۲۴ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدت حنفی مذہب میں پندرہ برس ہے اور کم از کم لڑکی کے لیے نو برس اور لڑکے کے لیے بارہ برس ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص570)

اس حوالے سے مفتی صاحب کی معلومات اپنے مذہب کے بارے میں ناقص ہیں۔ احناف کے نزدیک اگر لڑکے میں بلوغت کی علامات ظاہر نہ ہوں، تو اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ تصور کیا جائے گا اور اگر لڑکی میں علاماتِ بلوغت ظاہر نہ ہوں، تو سترہ سال کی عمر میں بالغ تصور کی جائے گی۔(ہدایہ)

احناف کا یہ مذہب صحیح احادیث اور اجماعِ امت کے خلاف ہے۔

۲۵ مفتی صاحب سورت نور (۶۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جو کوئی ذی رحم محرم کے گھر سے چوری کر لے، اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے، اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو ان گھروں میں آنے جانے کی اجازت ہے، تو جو مال گھر میں آزاد پڑا ہے، وہ اس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص572)

یہ ایک فقہی اور اختلافی مسئلہ ہے، اس میں صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ یہ الگ بحث

ہے،مگر قرآن کریم سے اس کا ثبوت فراہم کرنا قطعا درست نہیں، کیونکہ ائمہ مفسرین نے اس آیت سے یہ استدلال پیش نہیں کیا، بلکہ یہ استدلال قرآن کے خلاف ہے۔

ہمارے مطابق یہ چوری جیسے قبیح فعل کی حوصلہ افزائی ہے۔ چوری تو چوری ہوتی ہے، خواہ بھائی کا مال چرالے یا ماموں اور چچا کا۔اس پر تو ہاتھ کٹے گا۔

۳۶ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقت وداع الوداعیہ سلام عرض کرتے ہیں، اجازت طلب کرتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص572)

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ الوداعیہ سلام عرض کرنا اور اجازت طلب کرنا، اس پر کوئی دلیل نہیں۔ وہی ادب معتبر ہے، جو دلیل شرعی سے ثابت ہو۔لوگوں کا وضع کردہ ادب کوئی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ بدعت کا درجہ رکھتا ہے۔

۳۷۔ مفتی صاحب سورت نور (۶۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ سلطان کونین ﷺ کے دربار کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے، بلکہ اس نے ادب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لیے ہیں، وہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کیے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار مختار ہیں، خواہ اجازت دیں، یا نہ دیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص572)

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کی مجلس کے آداب بیان ہوئے ہیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ گفتگو کے بھی آداب بیان ہوئے ہیں۔ بعد از وفات قبر رسول پر

حاضری کے بھی آداب ہیں، مگر یہ کہنا کہ فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کیے داخل نہیں ہوتے۔ بے دلیل ہے۔ نیز یہ کہنا کہ سرکار مختار ہیں، خواہ اجازت دیں یا نہ دیں۔ بھی بے دلیل بات ہے۔

۲۸۔ مفتی صاحب سورت فرقان (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ بے جان پتھر تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے، یہ تو اپنی جان سے مضر چیز دفع نہیں کر سکتے۔ بعض لوگ یہ آیات قبور اولیاء اللہ پر منطبق کرتے ہیں، مگر یہ محض غلط ہے، بتوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیائے کرام پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے، کوئی مسلمان ولی کی قبر کو پوجتا نہیں، احترام و پرستش میں بڑا فرق ہے۔ کعبۃ اللہ، قرآن کریم کا ادب واحترام کیا جاتا ہے، مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ مکھی نہیں اڑا سکتے، ان کا ادب کیسا؟''

(تفسیر نور العرفان، ص574)

بتوں کی عبادت میں بزرگوں کی عقیدت ومحبت پیش نظر ہوتی تھی۔ محض پتھر کو تراش کر معبود نہیں بناتے تھے۔ بلکہ اسے کسی نبی، ولی یا بزرگ کی شکل پر تراشتے تھے۔ دراصل وہ عبادت اس نبی، ولی اور بزرگ کی جاتی تھی۔ ان کے متعلق یہ بتایا گیا کہ مشرک نبیوں، ولیوں اور بزرگوں کو الہ بناتے ہیں، بھلا وہ الہ کیسے جنہوں نے ذرہ بھی پیدا نہیں کیا، خود مخلوق ہیں۔ اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں، موت وحیات اور قبروں سے جی اُٹھنے کے بھی مالک نہیں، وہ حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، کرنیاں بھرنیاں والے، دست گیر، غوث، داتا کیسے؟ آج بھی لوگ قبور اولیا پر جا کر اپنے حاجات پیش کرتے ہیں، بزرگوں کے نام پر نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حالت سے واقف

ہیں۔ ہماری بات سن رہے ہیں۔ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔بعض تو ان سے شفا کی آرزو کرتے ہیں۔بعض اولاد مانگتے ہیں اوران کی قبر کو متبرک سمجھتے ہیں۔ سال بہ سال وہاں حاضری ضروری سمجھتے ہیں، قبروں کی غیر شرعی تعظیم بجالاتے ہیں۔ یہ تعظیم واحترام انہیں مخلوق کی عبادت تک لے جاتا ہے، حد درجہ احترام کے ساتھ ساتھ ان کی پرستش شروع کر دی، لہٰذا یہ آیات مشرکوں کے معبودان باطلہ کی تردید کرتی ہیں۔ ان سے شرک کی تردید ومذمت ہوتی ہے۔ آج بھی اگر کوئی مسلمان کسی کو ان عقائد واعمال سے روک ٹوک کرے اور یہ آیات بطور دلیل پیش کرے، تو فورا یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ یہ آیات بتوں کے بارے میں ہے، قبور اولیا کے بارے میں نہیں، خوارج ایسا ایسا کرتے تھے۔

یادرہے کہ بت پرستوں اور قبر پرستوں کا معاملہ ایک ہو جاتا ہے۔ دونوں کے مدنظر شخصیت ہوتی ہے۔ قبر پرستی درحقیقت اصنام پرستی ہے۔ جس طرح بت اپنے سے مکھی دور نہیں کر سکتے، اسی طرح اہل قبور اپنے سے مکھی دور نہیں کر سکتے، کسی کو نفع ونقصان پہنچانا تو کجا۔

رہا کعبۃ اللہ اور قرآن کریم کا ادب واحترام، تو کعبۃ اللہ کی پوجا نہیں کی جاتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے، لہٰذا کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، کعبہ کا طواف کرنا عبادت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کا ادب بجالایا جاتا ہے، یہ کلام الٰہی ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀